تعارف وتبصرہ

Ibn Taymiyyah Expounds on Islam

(ابن تیمیہؒ کی اسلامی تشریحات: منتخب تحریریں)

مرتب ومترجم: ڈاکٹر عبدالحق انصاری

یہ کتاب شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ کے مختلف عقلی مباحث وفتاویٰ پر مشتمل مجموعہ ہے۔ اس کتاب کی ترتیب میں علامہ کی جن کتابوں سے مدد لی گئی ہے وہ درج ذیل ہیں:۔

(۱) مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام (۲) جامع الرسائل (۳) منہاج السنۃ النبویۃ
(۴) درء تعارض العقل والنقل (۵) کتاب الردّ علی المنطقیین (۶) الاستقامۃ
(۷) اقتضاء الصراط المستقیم۔

بجا طور پر اس امید کا اظہار کیا گیا ہے کہ اس تالیف کے ذریعہ ایمانیات، زندگی اور معاشرت سے متعلق علامہ کے تصورات مکمل اور واضح طور پر یکجا ہوجائیں گے۔ گو عربی زبان میں علامہ کے فتاویٰ پہلے سے موجود ہیں مگر انگریزی زبان میں جو اس وقت عالمی رابطے کی زبان ہے اس تالیف کے ذریعہ ایک وقیع اضافہ کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے کتاب کے تعارف کا آغاز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے کیا ہے کہ "ہر صدی کے آخر میں اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ایسے لوگوں کو کھڑا کرے گا جو اس کے لیے دین کی تجدید کریں گے۔" پھر علامہ ابن تیمیہ کے بارے میں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اُن کو "ایک حنبلی فقیہہ اور متکلم یا ایک اعلیٰ درجہ کا سلفی فاضل یا ایک زبردست سنّی مصلح قرار دینا دراصل ان کے کارناموں کے ساتھ ناانصافی ہے۔ وہ دراصل ایک اعلیٰ درجہ کے مجدّدِ اسلام تھے۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے تعارفی کلمات میں جو ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے، نہ صرف علامہ کی مختصر سوانح بیان کی ہے، بلکہ پوری کتاب کے مباحث کا خلاصہ بھی کردیا ہے۔ علامہ حافظ تقی الدین ابن تیمیہ (۱۲۶۳ء/۶۶۱ھ تا ۱۳۲۸ء/۷۲۸ھ) دراصل ساتویں

صدی ہجری/ستر ہویں صدی عیسوی کے معروف ماہرِ علوم عقلیہ و نقلیہ ہیں۔ یہ وہ دور ہے جبکہ فلسفہ، منطق، کلام اور تصوف کے مباحث تکمیل کو پہنچ چکے تھے، ان کے کھٹے میٹھے، کڑوے کسیلے پھل پوری طرح تیار ہو کر سامنے آچکے تھے اور ان کی خوبیاں و خرابیاں واضح ہو چکی تھیں۔ چنانچہ علامہ کو پورا موقع ملا کہ اُن علوم کو سمجھیں، ان کی خوبیوں سے فائدہ اٹھائیں اور خامیوں پر تنقید کر کے امتِ مسلمہ کے لیے ایک متوازن طرزِ فکر اور لائحۂ عمل پیش کر سکیں۔

مؤلف نے ۶۵۵ صفحات اور ۸۱۲ حواشی و مراجع پر مبنی ضخیم کتاب کو کل پانچ اجزاء میں تقسیم کیا ہے۔ ہر فتوے سے متعلق علامہ کی بحث کو پیش کرنے سے پہلے چند سطور میں اُس بحث کا لبّ لباب پیش کر دیا ہے۔ ذیل میں ان اجزاء کا تعارف قدرے تفصیل سے پیش کیا جاتا ہے۔

جزءِ اول۔ علمیاتی بنیادیں Epistemological Foundations

اس جزء میں انسانی فطرت کی وضاحت کی گئی ہے کہ وہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ اگر بعد میں اس فطرت کو خاندان اور معاشرہ کے غلط عقائد اور روایات کے ذریعہ مسخ نہ کیا جائے تو ہر شخص اسلام کی حقیقت کو پہچان لے اور اسی کو قبول کر لے۔ اِس کے بعد بتایا گیا ہے کہ پیغمبر حضرات کا خطاب انسانی فطرت سے ہوتا ہے۔ پھر دلائل کے ساتھ بتایا ہے کہ عقل اور اس پر مبنی استدلال ضروری تو ہے مگر کافی نہیں۔ علامہ کا کہنا ہے کہ اچھائی اور برائی کے علم کا معاملہ تقدیر کے معاملے کے ساتھ منسلک نہیں ہے۔

> Issue of Knowledge of good and evil is not tied to the issue of qadr.

علامہ نے حسن و قبح یا اچھائی اور برائی سے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا ہے اسے تین دفعات میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ اچھائی اور برائی عقلی ہیں اور اعمال کی لازمی صفات ہیں۔ شریعت ان صفات کو بیان کرتی ہے، پیدا نہیں کرتی۔ علامہ کے بقول یہ تصور قوی نہیں ہے۔

۲۔ افعالِ الٰہی میں نہ تو اچھائی کی صفات ہوتی ہیں اور نہ برائی کی۔ نہ ہی ان میں ایسی خصوصیات ہوتی ہیں جن کی بنا پر ان کو اچھا یا برا کہا جا سکے۔ مختلف اشیاء کا وجود محض

اس وجہ سے ہے کہ اللہ کی مشیت اسی طرح ہے۔ شیخ الاسلام کے نزدیک یہ تصور اور اور اس کے مضمرات ناقابلِ تسلیم ہیں۔

۳۔ تیسری فکر کے مطابق اعمال تین طرح کے ہوتے ہیں۔ اوّل وہ جن میں شرعی حکم کے آنے سے پہلے ہی کوئی خوبی یا خرابی ہوتی ہے لیکن شرعی حکم آنے کے بعد وہ واجب یا حرام ہو جاتے ہیں۔ دوم وہ اعمال جو شرعی حکم آنے کے بعد ہی اچھے یا برے ہوتے ہیں۔ سوم وہ اعمال ہیں جن کا حکم شارع یہ آزمانے کے لیے دیتا ہے کہ بندہ حکم بجالاتا ہے یا نہیں؟ مثلاً حضرت ابراہیم کو بیٹے کے ذبح کرنے کا حکم جس پر دراصل عمل کرایا نہیں گیا۔

علامہ کے بقول معتزلہ بعد کی دو اقسام تک نہیں پہنچ سکے اور ہر حکم کے عقلی ہونے پر زور دیا، جبکہ اشاعرہ نے ہر عمل کو آخری قسم میں شمار کرتے ہوئے ماورائے عقل گردانا۔ علامہ کا کہنا ہے کہ حکما تینوں قسم کے اعمال میں تمیز کرتے ہیں اور یہی صحیح تصور ہے۔

شیخ الاسلام کے دور میں اعمال کے عقلی اور شرعی ہونے سے متعلق بحث کا ایک نکتہ یہ بھی تھا کہ جزا و سزا کی بنیاد عقلی ہے یا شرعی؟ اس نکتے سے متعلق شیخ کا عقیدہ یہ ہے کہ اعمال میں ایسی خصوصیات ہوتی ہیں جن کی وجہ سے وہ اچھے یا برے اور لازم و ممنوع ہوتے ہیں اور اکثر عقل کے ذریعہ ان کا علم ہو جاتا ہے لیکن اللہ تعہ رسول کے ذریعہ انذار سے پہلے اپنے بندوں کو سزا نہیں دیتا۔

علامہ نے وحی کی ضرورت، اس کا مقام و مرتبہ بیان کرنے والے مباحث سے گذرتے ہوئے قرآن کی تفہیم کا صحیح طریقہ تجویز کیا ہے۔ محکم و متشابہ، تاویل، صفاتِ الٰہی، ظاہری و باطنی علوم پر بحث کے بعد قرآن کی غلط تفسیر کرنے والوں کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔

۱۔ وہ جو معانی کی خاطر الفاظ ہی بدل ڈالتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو اس بنا پر رد کر دیتے ہیں کہ وہ ان کے نزدیک خلافِ عقل ہیں۔

۲۔ وہ جو بغیر تفہیم کے صرف متن کو پیش کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قدما کا یہی طریقہ ہے۔

۳۔ تیسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے خیالات مذہب کا حصہ ہیں جبکہ وہ قرآن اور سنت سے متناقض ہوتے ہیں۔

آخر میں علامہ کی یہ مدلل بحث ہے کہ قرآن وسنت کی مخالفت محض بے بنیاد ظن وتخمین اور لاطائل خواہشات کی وجہ سے ہوتی ہے ۔

جزء دوم ۔ ایمانیات Islamic Faith

اس جزء میں بتایا گیا ہے کہ اللہ کے وجود کا علم انسان کی فطرت میں ہے ۔ قرآن اس علم کو آیاتِ الٰہی اور خدائی صفات کا تذکرہ کرکے زندہ کردیتا ہے ۔ اس کے بعد صفاتِ الٰہی کے سلسلے میں جو فلسفیانہ بحث اسلامی دور میں ہو رہی تھی، اس بحث کا خلاصہ بیان کرکے اُن لوگوں کا رد کیا ہے جو اللہ کو صفات سے منزّہ قرار دیتے ہیں ۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی صفتِ علم، قدرت، مشیّت، حکمت اور تخلیق پر بحث کرتے ہوئے توحید، شرک اور اس کی قسمیں، رسالت، قرآن اور حیات بعد موت کے ذیل میں معتزلہ اور اشاعرہ کے دلائل اور ان کے ردّ وقبول کا تجزیہ کرتے ہوئے اپنی مجتہدانہ آرا کا اظہار کیا ہے ۔

علامہ نے ان تمام بحثوں میں اشاعرہ، معتزلہ، قدریّہ، جبریّہ، جہمیّہ، کرامیّہ وغیرہ کے عقائد کی وضاحت ان کے دلائل کے بیان اور ان کی صحت وسقم پر تنقید کرتے ہوئے قرآن وسنت اور عقل کی روشنی میں ان کا محاکمہ کیا ہے ۔ خدا، اس کی صفات، جوہر وعرض، اللہ کی صفات کا انکار کرنے والوں کے دلائل اور ان کا جواب، اللہ کی مشیت واحد ہے یا مرکب؟ کیا اللہ چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق گناہ کرے؟ اس طرح کی بہت سی نازک بحثوں سے علامہ نے تعرض کیا ہے اور دلائلِ قاطعہ سے حق کی وضاحت کی ہے ۔

توحید کے زیرِ عنوان توحید الربوبیہ اور توحید الالٰہیّہ، اللہ کی قدر اور شرع پر بحث ہے اور ابن عربی، القونوی اور التِلِمسانی کے وجودی تصورات کی تردید جیسے موضوعات شامل ہیں ۔ شرک کے اسباب اور اس کی قسموں کے تحت اللہ کے سوا کسی اور سے دعا مانگنا، مُردوں کے نام نذر کرنا، اللہ کے سوا دوسروں کی قسم کھانا وغیرہ پر بحث کی گئی ہے ۔ اس کے علاوہ رسول، رسالت، قرآن، معاد جیسے موضوعات پر علامہ کے مباحث شرح وبسط کے ساتھ پیش کردئے گئے ہیں ۔

جزء سوم ۔ مصطلحات Terminology

شیخ الاسلام کے مطابق قرآن میں تین قسم کی اصطلاحات پائی جاتی ہیں۔

۱۔ جن کے معنی عربی زبان کی روشنی میں طے کیے جا سکتے ہوں۔ مثلاً شمس، قمر

۲۔ جن کا مفہوم معاشرہ کے عرف سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ مثلاً فحش، معروف۔

۳۔ وہ مصطلحات جن کا مفہوم شریعت کی روشنی میں طے ہوتا ہے۔ مثلاً صلوٰۃ، زکوٰۃ، ایمان، اسلام، نفاق، کفر۔

علامہ کے اصول کے مطابق اللہ کے کلام کی تفسیر اُن استعمالات کی روشنی میں نہیں کرنی چاہیے جن کا رواج بعد کے زمانوں میں ہوا ہے۔ اس کے بعد علامہ نے ایمان، اسلام، دونوں کے درمیان فرق، کفر، شرک، فسق وظلم کی تشریح اور نفاق کی وضاحت میں جو فتاویٰ دیے ہیں ان کو مؤلف نے یکجا کر دیا ہے۔ ان مباحث کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

قرآن میں جب ایمان کا لفظ تنہا استعمال ہوتا ہے تو اس کے مفہوم میں اسلام اور عملِ صالح بھی شامل ہوتے ہیں لیکن جب یہ اسلام کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو اسلام سے ظاہری اعمال اور ایمان سے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات، فرشتوں، رسولوں اور آخرت پر یقین جیسے قلبی اعمال مراد ہوتے ہیں۔ ایمان اور تصدیق میں یہ باریک فرق ہے کہ ایمان ان چیزوں پر لایا جاتا ہے جو دیکھنے میں نہ آتی ہوں یا نہ آئی ہوں۔ اس کے برخلاف تصدیق کا لفظ اُن معاملات میں بولا جاتا ہے جن کو دیکھا جاتا ہو یا جو عقلی ہوں۔ البتہ ایمان کو اس وقت تصدیق کہا جاتا ہے جبکہ اس کے ساتھ محبت اور اطاعت شامل ہو۔ شیخ الاسلام نے اس ضمن میں کہ ایمان گھٹتا بڑھتا رہتا ہے، آٹھ دلیلیں فراہم کی ہیں۔ (ص ۳۱۷ تا ۳۲۲)

جس طرح ایمان کے دو پہلو ہیں اسی طرح کفر کے بھی دو پہلو ہیں۔ ایمان کا ایک پہلو اقرار اور تصدیق ہے۔ اس پہلو کے مقابلے میں کفر کا مطلب قلب یا زبان سے تکذیب کرنا ہے، جس کے نتیجے میں انسان ملتِ اسلامی سے خارج ہو جاتا ہے۔ ایمان کا دوسرا پہلو عمل ہے۔ اس پہلو کے مقابلے میں عملی کفر ہے اور اس کے نتیجے میں مسلمان ملتِ اسلامیہ سے خارج نہیں ہوتا۔

ظلم کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ غلطی جس کے نتیجے میں انسان ملتِ اسلامیہ سے خارج نہیں ہوتا۔ دوسری وہ جس کی بنا پر آدمی ملتِ اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے اور یہ ظلم دراصل شرک ہے۔ اسی طرح فسق کی بھی دو ہی قسمیں ہیں۔ اول وہ جن کے کرنے والوں کے بارے میں سورہ السجدہ آیت ۲۰ میں کہا گیا ہے "رہے وہ جو فاسق ہیں ان کا ٹھکانا جہنم ہے، جب کبھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے پھر اسی میں پھیر دیے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ چکھو اُس آگ کا عذاب جسے تم جھٹلاتے تھے"۔ دوسری قسم کے فاسق وہ ہیں جن کا ذکر آیاتِ قذف میں کیا گیا ہے"۔ اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ نہ لائیں تو انھیں اسّی کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی نہ مانو، وہی لوگ فاسق ہیں۔ (النور : آیت ۴)

شرک بھی دو ہی قسم کا ہے۔ اول وہ شرک جس سے انسان خارج از ملتِ اسلامیہ ہو جاتا ہے۔ یہ شرک اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے۔ دوسری قسم کا شرک ریا ہے۔ نفاق کی بھی دو ہی قسمیں ہیں۔ اوّل قسم میں رسول کی تکذیب، اس کی تعلیم کے کسی حصے کو ردّ کرنا، اس سے نفرت کرنا، اس کی اطاعت سے انکار، اس کی پریشانی پر خوش ہونا اور کامیابیوں پر جلنا وغیرہ۔ یہ بڑی منافقت ہے۔ چھوٹی منافقت عملی منافقت ہے مثلاً جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی، خیانت، گالی وغیرہ۔

جزءِ چہارم۔ اسلامی زندگی Islamic Life

اس حصّے میں کل چار ابواب ہیں۔

۱۔ مشیئت اور ذمہ داری ۲۔ سلوک ۳۔ مذہبی نیکیاں ۴۔ مومنین کے درجات۔

پہلے باب میں روحِ انسانی کے مخلوق ہونے، انسان کے اپنے اعمال کا ذمہ دار ہونے، خدائی اور انسانی مشیئت کے درمیان فرق و تعلق جیسے مسائل کا جواب معاصر بحثوں کے حوالے سے دیا گیا ہے اور آخر میں ثابت کیا گیا ہے کہ انسان اللہ کی عبادت کے ذریعہ ہی کامل ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ عبادت پوری زندگی کو شامل ہے۔

قرآن و سنت کے ذریعہ ہی سلوک کی تعلیم ہونی چاہیے۔ دوسرے باب میں اس اصولی بحث کے بعد عبادت کی شکلوں، حلال و حرام، ذکر کے حلال و حرام طریقے، تلاوت، دعا، زیارتِ قبور جیسے مسائل پر مدلّل فتوے جمع کر دیے گئے

ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف اعمال کے فضائل، گناہ صغیرہ و کبیرہ، عبادت میں میانہ روی، رسولؐ کی اتباع اور تقلید اور تقویٰ پر بھی اسی باب میں بحث کی گئی ہے۔ گوشہ نشینی کی مخالفت کرتے ہوئے موافقین کے اعتکاف، قیامِ حرا و جبلِ سینا سے دلیل فراہم کرنے پر گرفت کی ہے۔ امام غزالی کے اس خیال پر تنقید ہے کہ لا الٰہ الا اللہ تو عوام کا ذکر ہے۔ اللہ اللہ خواص کا اور خواص الخواص کا ذکر ھُو ھُو ہے۔ کچھ صوفیا کے اس خیال پر تنقید کی ہے کہ "یا حیّ" کہیں یا "یا جحش" کہیں کوئی فرق نہیں پڑتا، اصل تو فکری ارتکاز ہے اور اس فکری ارتکاز کے بعد وحی آنی شروع ہو جاتی ہے۔ علّامہ نے صاف الفاظ میں حکم لگایا ہے کہ اس قسم کی وحی شیطانی وحی ہوتی ہے اور ایسے لوگوں کا تصورِ الہام ہی سرے سے غلط بنیادوں پر قائم ہے۔

باب مذہبی نیکیاں Religious Virtues کے تحت توبہ، زہد و ورع، شکر، صبر، توکل، اخلاص، حب اللہ اور رضا پر بحث کی گئی ہے۔ توبہ و زہد کی اہمیت بتانے کے بعد علاّمہ نے زُہد کو صرف ان چیزوں سے متعلق کیا ہے جو آخرت میں کسی کام کی نہ ہوں یا کچھ دوسری چیزوں کے مقابلے میں کمتر ہوں۔ لیکن نفع رساں اعمال مثلاً عبادات کے معاملے میں زہد اختیار کرنا محض جہالت ہے۔ علاّمہ کے نزدیک اللہ کی محبت ایمان اور مذہب کا جوہر ہے۔ محبت اور خوف اور امید کے درمیان ربط اور توازن پر علامہ نے بہت زور دیا ہے۔ وہ لوگ جو ہر قسم کی خواہشات و جذبات سے ماورا ہو کر اعمال کرنے ہی کو تکمیل کہتے ہیں، علاّمہ نے ان کا ردّ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس قسم کا دعویٰ کرنے والے فنائیت کا حوالہ دیتے ہیں جب کہ فنائیت خود محبت میں ڈوب جانے کا دوسرا نام ہے اور یہ بہر حال ایک خواہش اور جذبہ ہی ہے۔ اللہ کے بارے میں علم اُس کے ساتھ محبت کی بنیاد ہوتا ہے۔ رسولؐ کی پیروی اور اللہ ہی کے لیے ثابت قدم رہنا اللہ کی محبت کا ثبوت ہیں۔ اللہ کی طرف بلانا اور اس کے دین کی دعوت دینا بھی اللہ کی محبت کا حصّہ ہے۔ البتہ محبت کے ساتھ خشیت نہ ہو تو آدمی اکثر برگشتہ ہو جاتا ہے اور شریعت کی مخالفت کرتے ہوئے اس کی اطاعت سے نکل جاتا ہے۔ جیسا کہ صوفیا کا ایک گروہ دعویٰ محبت میں ایسا کر رہا ہے۔

رضا کے سلسلے میں بھی علّامہ نے اعتدال کی راہ واضح کرنے کے بعد صوفیا، کی شطحات کا تذکرہ کیا ہے ۔گو علامہ نے ایسے صوفیا کو ان کے حال پر چھوڑا ہے لیکن فتویٰ اسی پر ہے کہ اس قسم کے انتہا پسندانہ رجحانات نبیوں کی تعلیمات سے میل نہیں کھاتے اور نہ بندے اس کے متحمل ہو سکتے ہیں ۔

مومنین کے درجات کے ذیل میں مؤلف نے علامہ کے فتاویٰ کو درج ذیل عنوانات کے تحت جمع کر دیا ہے ۔ (۱) متقی مومنین ہی اولیا، ہیں (۲) امت کے ہر گروہ میں اولیا، پائے جاتے ہیں ـــــ مراد مفسرین، علما، سپاہی، مجاہدین، تُجار، صنعت کار، کسان، امیر غریب وغیرہ ہیں (۳) اولیا، کے مختلف درجات ہوتے ہیں ۔(۴) رسول اولیا، سے بلند درجہ پر فائز ہوتے ہیں ۔ اس باب میں علّامہ نے ختمِ ولایت کی بحث بھی کی ہے اور سختی سے اس تصور کو ردّ کیا ہے ۔ (۵) غیر رسول اولیا، معصوم نہیں ہوتے (۶) ولی کا مرتبہ اس امر سے طے ہوتا ہے کہ وہ رسول کا کتنا مقلّد ہے ۔ (۷) کرامات اور (۸) شیطانی اغوا ۔

جزء پنجم ۔ اسلامی معاشرہ Islamic Society

اس جزء میں صرف ایک باب بعنوان "حکومت اور معاشرہ" ہے جس کو چودہ ۱۴ ذیلی عناوین کے تحت پیش کیا گیا ہے ۔

پہلا عنوان "خلافت و ملوکیت" ہے جس کو ایک حدیث سے شروع کیا گیا ہے ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خلافة النّبوِيّة" تیس سال قائم رہے گی ۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی سلطنت یا حکومت جس کو چاہے گا اس کو عطا کر دے گا ۔" اس حدیث کے بعد علّامہ نے چار خلفاء کو خلفاء راشدین قرار دیا ہے ۔ پھر ایک حدیث کی روشنی میں یہ وضاحت کی ہے کہ خلفاء راشدین کے بعد آنے والے حاکموں کو بھی خلیفہ کہا جا سکتا ہے خواہ انھوں نے نیابت رسولؐ کے کے بجائے بادشاہت کی ہو ۔اس سلسلے کی حدیث بخاری و مسلم کے حوالے سے اس طرح دی گئی ہے ۔

"بنی اسرائیل پر اُن کے رسول حاکم تھے ۔ جب کسی رسول کا انتقال ہو جاتا تو دوسرا رسول اس کی جگہ لے لیتا ۔لیکن میرے بعد کوئی رسول

نہیں ہے۔ میرے بعد صرف خلفا ہوں گے...... الی الآخر
علامہ نے ایک اور حدیث کی روشنی میں اس بات کی وضاحت بھی کی ہے کہ بادشاہوں کا وجود محض ان کی غلطی کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ رعایا کی خرابی بھی اس کی وجہ ہوگی۔ ان ابتدائی مباحث کے بعد مولف نے علامہ کے فتاویٰ جمع کیے ہیں جن میں درج ذیل امور پر بحث کی گئی ہے۔

۱۔ حکومت کا مقصد یہ ہے کہ وہ اللہ کے دین کو قائم کرے اور اس کے احکام کی بالادستی تسلیم کروائے۔
۲۔ ولایت یعنی اجتماعی شعبوں کی نگرانی ایک عظیم دینی ذمہ داری ہے۔
۳۔ حکام کو مشورہ سے کام لینا چاہیے۔
۴۔ تمام مسلمانوں پر حکام کی اطاعت فرض ہے جب تک وہ معصیت کا حکم نہ دیں۔
۵۔ اطاعت کی شرطیں اور یہ کہ پیغمبر کے علاوہ کوئی شخص معصوم نہیں ہے۔
۶۔ شرعی اور غیر شرعی تقلید۔
۷۔ اللہ کی طرف بلانے کا مطلب یہ ہے کہ اُس پر ایمان لانے، اس کے آگے جھک جانے، اس کی بہترین طریقے سے عبادت کرنے، اس کی اطاعت کرنے، اس کے قائم کردہ حلال اور حرام کا احترام کرنے کی دعوت دی جائے۔
۸۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی جہاد ہی کی طرح فرض کفایہ ہے۔
۹۔ بدعتیوں کی تکفیر اس وقت تک جائز نہیں جب تک وہ نماز کے قائل نہ ہوں۔
۱۰۔ بدعتیوں کے پیچھے نماز پڑھی جا سکتی ہے اگر کوئی اور موجود نہ ہو۔ اسی طرح گناہ گار اور غلط کار مسلمان کی تکفیر بھی جائز نہیں۔
۱۱۔ مسلمانوں میں جو لوگ معروف و مشہور اسلامی ضابطوں کی توہین کرتے ہیں ان کے خلاف جنگ کرنے پر امت کا اجماع ہے۔ ایسے لوگوں کی مثالوں میں نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کا انکار کرنے والے، زنا، جوا، شراب کو حرام اور ناجائز نہ ماننے والے اور حدود کے ضابطے کو تسلیم نہ کرنے والے شامل ہیں۔

کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد شرح صدر ہو جاتا ہے کہ علامہ ابن تیمیہؒ اپنے وقت کی عبقری شخصیت تھے اور انھیں معاصر افکار و علوم کے ساتھ قرآن و

حدیث کا وسیع، ہمہ جہت اور عمیق علم تھا۔ انھوں نے ہر مسئلہ سے متعلق معاصر مکاتب فکر کی آراء سے نہ صرف یہ کہ روشناس کرایا ہے بلکہ قرآن و سنت کی روشنی میں ان پر تبصرہ کیا ہے۔ عقل کی کسوٹی پر انھیں پرکھا ہے اور اس کے بعد اپنی رائے اور فتویٰ کا اظہار کیا ہے۔

علامہ کا اندازِ بیان صاف ستھرا، سلیس، تکفیر اور سب وشتم سے عاری اور متانت سے بھرپور ہے۔ ترجمہ نگار بھی زبان کی سلاست اور شگفتگی کے لیے قابلِ مبارک باد ہیں۔ اگرچہ کہیں کہیں انگریزی اسلوب پر عربی اسلوب کی چھاپ گہری نظر آتی ہے۔ مگر کتاب کے بہت بڑے حصّے کو خالص انگریزی اسلوب میں پیش کرنے میں مترجم نے بڑی دیدہ ریزی سے کام لیا ہے۔ عربی حروف تہجّی کے لیے معروف انگریزی اسکرپٹ کی باقاعدہ پابندی کی ہے جس سے انگریزی اسکرپٹ میں لکھا ہوا عربی لفظ صاف سمجھ میں آجاتا ہے۔

ایک کمی جو دورانِ مطالعہ محسوس ہوتی رہی، یہ ہے کہ انبیاء کرام کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام یا صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے کا التزام نہیں کیا گیا ہے۔ جبکہ ایک اجنبی زبان میں اس کا بالخصوص اہتمام ہونا چاہیے تھا کہ یہ اسلوب کا حصہ ہو جائے۔ غور کرنے سے محسوس ہوا کہ کتاب کے ابتدائی حصّے میں اس کا اہتمام موجود ہے، لیکن یہ زیادہ دیر تک باقی نہیں رہتا ہے۔ ممکن ہے کہ کمپیوٹر کے عملے میں تبدیلی اس کی وجہ رہی ہو۔

اس کتاب کو عمادۃ البحث العلمی، جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ الریاض نے انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اینڈ عربک سائنسز ان امریکہ کے اشتراک سے ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء میں شائع کیا ہے۔

(محمد ریاض کرمانی)